وصیت نامۂ نواب سید صدیق حسن خاںؒ

قاسم حسن سید جام شورہ (حیدرآباد)

نواب سید صدیق حسن خاں صاحب مرحوم ہندوپاک کی جانی پوجھی شخصیت ہیں جو اپنے بے بہا علمی کارناموں اپنی بصیرت، تبلیغ و اشاعتِ اسلام اور ردِّ بدعت و ضلالت کے باعث بلند مقام کے حامل ہیں۔ اور اپنی گرانمایہ دینی تصنیفات و تالیفات کے سبب پورے ہندوستان میں مشہور و معروف ہیں سطور ذیل میں نواب صاحب موصوف کا مختصر تعارف ان کے وصیت نامہ کے سلسلہ میں ہدیہ ناظرین ہے۔

یہ مختصر رسالہ موصوف نے اپنے صاحبزادگان نواب سید نورالحسن خانصاحب مرحوم و نواب سید علی حسن خانصاحب مرحوم اور اپنی صاحبزادی صفیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے لئے ۱۳۰۷ھ میں تحریر فرمایا ہے۔

گو وصایا رسالہ مذکور کا زیادہ تعلق، بقول صاحب وصایا موصوف کی اولاد ہی سے ہے۔ لیکن موضوعاتِ وصایا سے عامۃ المسلمین کو بھی استفادہ کا موقع ہے۔ بقول صاحب وصایا "یہ وصایا و نصائح اگرچہ خاص میری اولاد کے لئے ہے۔ لیکن بعض مطالب اس کے بکار آمد جملہ مومنین ہیں"۔ اس لئے استفادہ عام کے لئے پیش خدمت ہیں جنکے مطالعہ سے قارئین کو اندازہ ہوگا کہ قیام و اشاعت دین کے ساتھ آزادئ ہند کی کوششوں میں نواب صاحب مرحوم و مغفور کا کتنا بڑا حصہ رہا ہے۔ اور موصوف نے اس سلسلہ میں کتنی قربانیاں دی ہیں۔

"۴ یا ۱۳۰۵ھ میں مرحوم نے ایک رسالہ جہاد اسلامی پر تحریر فرمایا۔ جس کی مخبری وائسرائے ہند لارڈ کرزن کو ہوئی اور حکومت انگریزی کے ایماء پہ کسی عاقبت ناشناس نے رسالہ مذکور کتب خانہ مرحوم سے چراکر وائسرائے ہند لارڈ کرزن کو پیش کردیا، جس پر نواب صاحب مرحوم کے جملہ اختیارات

ریاست۔ اعزازات، ۲۱ توپ سلامی، اور خطابات نوابی، والاجاہ، امیرالامراء ذریعہ گریفن ریذیڈنٹ سنٹرل انڈیا۔ ایک اعلان کے ساتھ سوخت کر دیئے گئے۔ سرکار نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ جنت مکانی زوجہ نواب صاحب مرحوم ریاست بھوپال نے لاکھوں روپیہ پانی کی طرح بہا کر نہ یہ کہ نواب صاحب مرحوم کو قید و بند سے محفوظ رکھا جس کا شدید اندیشہ تھا بلکہ جملہ اعزازات و خطابات واپس لے لئے لیکن ان کا اعلان اس روز ہوا جس دن نواب صاحب مرحوم نے اس دار فانی کو چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

نواب صاحب مرحوم کی سب سے زیادہ قابل قدر بات جو موصوف کو وقت کے دیگر اکابرین و علمائے امت سے ممتاز کرتی ہے وہ نواب صاحب مرحوم کا دینی جذبۂ خدمت ہے جو مادی اعلیٰ اقتدار و امتیازی جاہ و ثروت حاصل ہونیکے باوجود موصوف کے فکر و عمل میں ہمیشہ ہمیشہ قائم رہا۔

نواب صاحب مرحوم ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش (U.P) کے شہر قنوج میں پیدا ہوئے صغیر سنی ہی میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ محترمہ نے تعلیم و تربیت متداولہ کا انتظام کیا۔ رسالہ مذکور کی وصیت پنجم فصل چہارم میں اپنے والد صاحب مرحوم کے متعلق رقمطراز ہیں۔

میرے والد ایک عالم متقی قانع صابر شاکر موحد متبع سنت تھے کبھی علم و عبادت کو ذریعہ کسب مال نہیں ٹھیرایا۔ بلکہ ان کے باپ امیر کبیر ملقب بہ نواب انور جنگ بہادر تھے۔ اور ملک وراثت کافی چھوڑ گئے تھے۔ ان کو بھی ترک کر دیا اور جو اہل قرابت شیعہ تھے ان سے رشتہ داری ترک کر دی اور دین خالص توحید اختیار کیا اور کتب توحید وغیرہ کو بہ کمال شوق بقلم خود لکھا جیسے تقویۃ الایمان و نحوہ اور ان پر عمل کیا اور خود بھی رد شرک و بدعت میں رسائل لکھے جیسے راہ جنت و راہ سنت وغیرہما۔ معاصر و معاشر مولف تقویۃ الایمان اور شاگرد اخلاف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ گھر میں کوئی رسم بدعت کھیل تماشا باقی نہ چھوڑی

اللہ کے لئے برادری ترک کر دی۔ ہم نے آنکھ کھول کر بعد ان کے کوئی کھیل یا رسم بدعت گھر میں نہ پائی اور اب تک اپنے علم میں تمہارے گھروں میں کسی رسم دنیاوی یا بدعت کا رواج ہونے نہ دیا۔ اب تم پر بھی واجب ہے کہ اسی طرح عمر بسر کرو۔

فصل سوئم۔ وصیت چہارم میں اپنے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

بندہ اپنے زمانہ میں تبلیعت بنو بہ مصداق ان آیات کریمات کا ہوا ہے۔ الم یجدک یتیما فاوی و وجدک ضالا فھدی و وجدک عائلا فاغنی۔ میں پنج سالہ طفل تھا کہ میرے والد نے انتقال فرمایا۔ اور جوار رحمت و مغفرت و عفو الٰہی میں گئے۔ میری مادر مہربان نے مجھکو اپنے کنار شفقت میں پرورش کیا۔ ہمارا گھر جو بہ تو کل و قناعت و کفاف کا گھر تھا۔ ہم دو بھائی تین خواہر تھے کوئی وظیفہ و آمدنی ہماری نہ تھی۔ و فی السماء رزقکم وما توعدون جب ہم سن شعور کو پہنچے واسطے اہل و عیال فکر مکتسب ہوئی۔ فامشوا فی مناکبھا وکلوا من رزقہ اس شہر بھوپال میں آئے جہاں اس دم موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ ابواب رزق حوصلے سے زیادہ بلا فکر و جستجو بتدریج اوقات وقتاً فوقتاً مفتوح فرمائے۔ اقران و اماثل پر ترقی بخشی۔ فقر کو غنا سے مبدل کر دیا۔ احتیاج کو بے نیازی سے بدل دیا والحمد للہ اس نعمت و تفضل الٰہی کا شکر بہ مجھ پر اور میرے اخلاف ذکور و اناث پر واجب ہے۔ علاوہ میرے ان کو بھی رزق وافر عطا ہوا ہے۔

رسالہ وصایا سات (۷) فصول اور ستر (۷۰) وصایا پر مشتمل ہے۔

وَصِیَّت نامہ

الحمد للہ الذی اوصی عبادہ فی کتابہ المبین الوصایا تنفعھم فی الدنیا والدین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد الذی

سنت المسلمین علی الوصیۃ وفیہا ھمہ من الحیف فیہا وھو الصادق المصدوق الامین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد یہ چند وصایا ونصائح ہیں جو میں اپنی اولاد کو کرتا ہوں اگرچہ اس سے پہلے مقالہ فصیحہ وغیرہ میں بھی وصیت لکھدی ہے مگر وہ اور رنگ تھا۔ یہ دوسرا رنگ ہے۔ اس جگہ جو مقتضا اُس وقت کا تھا، وہ لکھا گیا تھا اور اس جگہ جو مقتضا اِس وقت کا ہے لکھا جاتا ہے۔ یہ وصایا و نصائح اگرچہ خاص میری اولاد کے لئے ہیں لیکن بعض مطالب اس کے بکارآمد جملہ مومنین بھی ہیں۔ یہ رسالہ مشتمل ہے ایک مقدمہ چند فصل، ایک خاتمہ پر، واللہ المستعان۔

مقدمہ

وجہ اس وصیت ونصیحت کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرن الوصیۃ اور حدیث ابن عمر میں آیا ہے۔ ماحق امری مسلم یبیت لیلتین ولہ شی یرید ان یوصی فیہ الا ووصیہ مکتوبۃ عند اللہ رواہ شیخین واھل السنن لطرق۔ آیت کریمہ دلیل ہے وجوب وصیت بر وقت حضور موت کہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔ صرف احتمال حضور موت کا ہر جوان وپیر ومرد وعورت کو لگا ہوا ہے خصوصاً جو پیر سالخوردہ ہوگیا ہو۔ اس کے لئے زیادہ مدت حیات کی توقع نہیں ہے۔ وہ تو حکم چراغ سحری میں ہے۔

پر توِ عمر چراغیست کہ در بزم وجود
بہ نشیمن مژہ بر ہم زدنی خاموش شد

حدیث میں آیا ہے کہ اعمار میری امت کی درمیان ساٹھ ستر کے ہیں اور اس مقدار سے متجاوز کرنیوالے کمتر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہمیشہ مصداق اس حدیث مشاہدہ ہوا کرتا ہے بلکہ بوڑھوں کی نسبت جوان اور جوانوں کی نسبت اطفال زیادہ مرتے ہیں۔ میری عمر کہ اب پنجاہ وہفت سال کو پہونچی اور میں اکثر بیمار رہا کرتا ہوں عین وقت وصیت کا ہے۔ اور میں صاحب مال بھی ہوں دو پسر اور ایک دختر رکھتا ہوں جن کے فرائض تعلیم علم ورزق ونکاح وغیرہ سے فارغ ہو چکا ہوں اگرچہ ان کی مؤنت اب تک برابر شفقت مجھ پر ہے۔ مجھکو ضرور ہوا کہ اپنے مال میں وصیت کروں اور ان کی خیر خواہی

کر جاؤں۔ آگے وہ جانیں اور ان کا کام۔ آیت شریف میں لفظ "خیر" کا آیا ہے مراد خیر سے مال ہے۔ زہری (امام) نے کہا ہے۔ اطلاق اس لفظ کا مال کثیر اور قلیل دونوں پر آتا ہے۔ ثواب وصیت کرنا کل مال میں واجب ہوا۔ تھوڑا ہو یا بہت، اور اکثر کا قول یہ ہے کہ اطلاق مال کثیر پر ہوتا ہے نہ قلیل پر۔ پھر اہل علم نے مقدار "خیر" میں اختلاف کیا ہے۔ کسی نے کہا سات سو دینار سے مال زیادہ ہو۔ بعض نے کہا ہزار دینار ہوں۔ کسی نے کہا پانچسو دینار سے زیادہ ہوں۔ بعض نے کہا ساٹھ دینار یا اس سے زیادہ ہوں۔ کسی نے کہا پانچسو سے ہزار تک ہوں۔ بعض نے کہا وہ مال کثیر جو فاضل عیال سے ہو، اس مال کا نام "خیر" رکھا۔ اس سے آگاہ کیا ہے اس بات پر کہ استحباب وصیت کا مال طیب حلال میں ہے نہ حرام میں۔

اب میں کہتا ہوں کہ میرا مال کثیر ہے نہ قلیل اور طیب ہے نہ خبیث، یہ مال مجھکو اس طرح ملا ہے کہ رئیسۂ عالیہ اہل بیت خاکسار نے مجھکو جاگیر پچھتر ہزار روپیہ سالانہ کی عطا کی ہے جس کی آمدنی بعد انتظام پیمائش کے مقدار جمع اصلی جاگیر سے فی الحال کچھ زیادہ ہے۔ جاگیر کا عطا کرنا مسلمان کو سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ حضرتؐ نے بعض صحابہ کو زمین وغیرہ املاک جاگیر میں دی تھیں اس جاگیر میں جتنی رقوم سوائے ناجائز[1] تھے ان کی آمدنی ریاست میں واپس کر دی۔ اور اس کے عوض میں رئیسہ موصوفہ نے یہ طیب خاطر مجھکو قریہ علیحدہ عطا کیا، اب فقط وہ آمدنی باقی ہے، جو بظاہر شرح شریف ناجائز نہیں ہے۔ وللہ الحمد میں اس جاگیر سے مواسات اولاد کے اولاً اور اس کی زکوٰۃ وغیرہ سے مواساتِ مسافرین و طلبہ علم و امیدواران روزگار و محتاج اہل و مساکین و نحو ہم کے بحکم اوّل خویش بعدہٗ درویش ثانیاً کیا کرتا ہوں اور ہزار زبان و دل و ارکان سے شکر گذار اپنے منعم رزاق کا ہوں کہ اس نے مجھے یہ نعمت بلا کسی استحقاق و لیاقت محض اپنے فضل و رحمت سے بخشی ہے۔

اگرچہ درحقیقت بحکم وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ اس کے شکر واجب سے قاصر محض ہوں لیکن کافر نعمت بھی نہیں ہوں۔ انشاءاللہ تعالیٰ حدیث شریف ابن عمرؓ

---

[1] سوائے ناجائز سے مراد وہ آمدنیات تھیں جو مواضعات جاگیر پر سرکارانہ و چیچکانہ کے نام سے کاشتکاران سے وصول کی جاتی تھیں۔ (ق۔ح)

ہیں واسطے وصیت کی قید دو شب کی ارشاد فرمائی ہے یہ درحقیقت تقریب ہے نہ تحدید۔ لیکن تین شب تک تاخیر کرنا غائت تاخیر سمجھا گیا ہے ولہذا ابن عمرؓ نے فرمایا ہے۔ لم ابت لیلۃ منذ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذالک الا و وصیتی عندی۔ اہل علم نے کہا ہے کچھ مستحب نہیں ہے کہ وصیت میں ساری اشیاء وامور مختصرہ کا ذکر کرے۔ بہرحال جمہور کے نزدیک وصیت کرنا مستحب ہے اور آیت وحدیث سے وجوب نکلتا ہے حاصل یہ ہے کہ وصیت کبھی واجب ہوتی ہے اور کبھی مندوب۔ جب کہ امید کثرت اجر کی ہو اور کبھی مکروہ ہوتی ہے اس کے عکس میں اور جس جگہ ہر دو امر یکساں ہیں، وہاں مباح ہوتی ہے اور کبھی حرام ہوتی ہے جب کہ اس میں کسی کو ضرر پہونچانا مقصود ہو ابن عباسؓ نے مرفوعاً اضرار فی الوصیۃ کو منجملہ کبائر کے لکھا ہے۔ رواہ النسائی ورجالہ ثقات۔

فصل (۱) قرآن کریم سے معلوم ہوا کہ وصیت سنت انبیا علیہم السلام ہے۔ ولہذا ہمارے حضرت نے بھی وقت وفات وصیت فرمائی تھی کہ نماز کو نگاہ رکھو اور ممالیک کے ساتھ سلوک حسن کرتے رہو الی غیر ذلک بلکہ خود اللہ تعالٰے نے مسلمانوں کو قرآن میں چند وصایا فرمائے ہیں۔ مراد مزید نگاہداشت ان امور موصی بہا کی ہے۔ وصایائے الہیہ رسالہ تخریج الوصایا من خبایا الزوایا بحوالہ سورہ کریمہ ترتیب وار فرزند صغیر میر علی حسن خاں نے لکھے ہیں :-

ان وصایا کے ضمن میں وصایائے انبیا علیہم السلام بھی آگئے ہیں اور طرف وصیت مومنین کے بھی اشارہ فرمادیا ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ ہم اولاً وصایائے الہیہ کی پابندی کریں۔ پھر وصایائے انبیا علیہم السلام کی۔ پھر وصیت مومنین کی۔ جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے کہ خیریت دارین وعافیت کونین اور مغفرت نشأ تین اسی میں ہے بلکہ اگر اپنے وصایا پر اقتصار کریں تو پھر حاجت نہ کسی اور وصیت کی ہے اور نہ نصیحت کی لیکن اکثر خلق اس فائدہ عظمٰی سے غافل و عاطل اور اپنے خیال باطل میں منخبط اور اس پر عامل ہے۔ وہ وصایا جو قرآن کریم میں بالفاظ و عبارات معجزہ تفصیلاً واجمالاً آئے ہیں گنتی ان کی اس جگہ لکھی جاتی ہے۔ اور حوالہ بسط کا تفسیر ترجمان القرآن ونحوہ پر ہے وہ وصایائے قرآنیہ اور مسائل ایمانیہ یہ ہیں۔

۱۔ مسئلہ میراث (۲) تقوی اللہ عزوجل (۳) نہی اشراک باللہ کسی شئے میں (۴) احسان کرنا ساتھ

والدین کے ۵ نہی قتل اولاد بخوف افلاس ۶ نہی قرب فواحش سے ظاہرۃً و باطناً ۷ نہی قتل نفس محرمہ سے مگر براہ حق ۸ نہی قرب مال یتیم مگر براہ نیک ۹ امر ایفاء کیل و میزان ۱۰ امر بعدل بات کہنے میں ۱۱ وفا بعہد خدا ۱۲ نہی طاعت والدین سے معصیت خدا میں ۱۳ امر بشکر ابوین اور صحبت رکھنا ان سے ساتھ معروف کے ۱۴ امر باتباع طریقہ اہل انابت اہل کتاب و سنت ۱۵ امر با قامت دین و عدم تفرق اس میں نہی تمذہب سے بھی بدخول اولیٰ داخل ہے۔ ۱۶ نہی موت سے مگر اسلام پر ۱۷ امر بایصاء وقت حضور موت ۱۸ امر بوصیت ندبات وقت وفات ۱۹ شہادت و عدل وقت وصیت ۲۰ وصیت نماز و زکوٰۃ کی مادام حیات ۲۱ تواصی بہ جبر و مرحمت ۲۲ تواصی بحق۔

یہ مسائل ہیں جن کی وصیت اللہ تعالےٰ نے سلمین و مومنین کو قرآن میں فرمائی ہے۔ پس ہر ایک کو لازم ہے۔ حتی الاستطاعت پابندی ہر وصیت کی اپنے حق میں اور جملہ اخوان اسلام کے حق میں کریں۔ اگر باوجود امکان ہم ایسا نہ کریں گے تو جرم عدول حکمی ہم پر ثابت اور اسکی جزائے لازم و واجب ہوگی۔ الا ان یرحمہ اللہ تعالےٰ۔

فصل دوم۔ بعض صحابہ حضرت طالب وصیت ہوتے تھے اور آپ انکو مناسب حال ان کے وصیت فرماتے تھے۔ اسی جگہ سے سلف صلحا و خلفاء اسلام و علمائے آخرت و صوفیہ کرام میں یہ سنت جاری تھی کہ وہ بھی اپنے اساتذہ و مشائخ و اکابر اسلام سے وصیت چاہتے تھے اور مادام الحیات اس پر استقامت کرتے۔ یہ استقامت فوق کرامت ہوتی ہے۔

بر اہل استقامت فیض نازل می شود مظہر
نمی بینی تجلی گرد کوہ طور می گردد

یہ وصایائے نبویہ دواوین سنت مطہرہ میں مذکور ہیں۔ اگرچہ متفرق طور پر آئے ہیں۔ اس جگہ گنتی ہم ان کی لکھتے ہیں، یہ سب وصایا جوامع الکلم ہیں۔ ہر جملہ ان وصایا کا ایک دفترِ معرفت و حکمت ہے۔

۱۔ تقویٰ اللہ ۲ تلاوت قرآن ۳ ذکر اللہ ۴ طول صمت ۵ ترک کثرت ضحک ۶ سچی بات کہنا اگرچہ تلخ ہو ۷ ترک خوف ملامت در راہِ خدا ۸ باز رہنا لوگوں سے یعنی ان کی عیب جوئی میں

مشغول نہ ہونا ۹ ہر صبح و شام یاحیُّ یا قیومُ اغثنی برحمتک استغیث کہنا ۱۰ سیئہ
کے بعد حسنہ کرنا ۱۱ کلمۂ شہادت کہنا کہ یہ افضل حسنات ہے۔ ۱۲ اللھم اعنی علیٰ ذکرک وشکرک
وحسن عبادتک بعد ہر نماز کہنا ۱۳ بستر پر جاتے وقت سورہ حشر کا پڑھنا ۱۴ اللھم اسلمت
نفسی الیک تا آخر دعا کہنا وقت خواب کے ۱۵ آنا مجلس میں جب کوئی اچھی بات سنے اور نہ آنا
مجلس میں جب کوئی امر مکروہ سنے۔ ۱۶ خالص کرنا دین کا واسطے اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ۱۷ ہمیشہ نماز
کو قائم رکھنا ۱۸ مال کی زکوٰۃ نکالنا ۱۹ رمضان کے روزہ رکھنا ۲۰ حج ادا کرنا ۲۱ عمرہ بجالانا ۲۲ ماں باپ کے
ساتھ نیکی کرنا ۲۳ ہمراہ حق کے رہنا ۲۴ مہمانی کرنا ۲۵ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنا ۲۶ صلہ رحم کرنا ۲۷
ہر ماہ میں تین روزہ رکھنا ۲۸ دو رکعت ضحیٰ پڑھنا ۲۹ وتروں سے پہلے پڑہنا ۳۰ نظر نہ کرنا طرف اس کے جو
فوق ہے آپ سے بلکہ اس کی طرف جو کم درجہ ہے ۳۱ محبت رکھنا مساکین سے ۳۲ مساکین کے نزدیک رہنا ۳۳
کثرت کے ساتھ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا ۳۴ شریک نہ کرنا ساتھ خدا کے کسی شے کو ۳۵ عمل
کرنا اللہ کے لئے اس طرح کہ گویا اس کو دیکھتا ہے ۳۶ اپنی جان کو مُردوں میں گننا ۳۷ اللہ کا ذکر کرنا نزدیک
ہر شجر و حجر کے ۳۸ تدارک کرنا شبہ کا مخفی کا مخفی میں علانیہ کا علانیہ میں ۳۹ ترک کر دینا غصہ و غضب
وخشم کا ۴۰ ناامید ہونا اس چیز سے جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے ۴۱ دور رہنا طمع سے ۴۲ اپنی زبان سے بجز
امر معروف کے کچھ نہ کہے ۴۳ ہاتھ نہ بڑھائے مگر طرف خیر کے ۴۴ ترک کرنا قیل وقال کا۔ یہ دفاتر مدونہ
علم فروع و قیاس اسی قبیل سے ہیں ۴۵ ترک کرنا کثرت سوال کا ۴۶ نہی اضاعتِ مال سے ۴۷ دوست
رکھنا موت کو اور بے فکر نہ ہو جانا اس سے ۴۸ ترک کرنا معاصی کا ۴۹ محافظت رکھنا فرائض کی ۵۰ ترک شرک
باللہ ۵۱ نہی ترک نماز سے عمداً ۵۲ ترک شرب خمر ۵۳ ترک فرار از موت ۵۴ ترک عصیان والدین ۵۵
عدم وضع ؟ اہل کی ۵۶ انصاف کرنا ۵۷ کہنا سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کا ۵۸ ترکِ کبر یعنی ردِ حق و احتقار
مردم ۵۹ سچی بات کہنا ۶۰ عہد کا وفا کرنا ۶۱ امانت کا واپس کرنا ۶۲ ترک کرنا خیانت کا ۶۳ حفظ قرآن
جاری کرنا ۶۴ یتیم پر رحمت کرنا ۶۵ نرم بات کہنا ۶۶ بدل سلام کرنا ۶۷ بازو نیچا کرنا یعنی متواضع و خاکسار
ہونا ۶۸ تکبیر کہنا ہر بلندی پر ۶۹ جہاد کرنا راہ خدا میں ۷۰ عیب نہ لگانا لوگوں کو ۷۱ ایذا نہ دینا اور حقیر نہ کرنا
ہم نشیں کو ۷۲ سمع و طاعت کرنا امیر کی اگرچہ غلام ہو ۷۳ تمسک کرنا ساتھ سنت نبویہ و سنت خلفاء راشدین کے
۷۴ حذر کرنا محدثات امور سے ۷۵ نماز و مالیک کا تحفظ کرنا ۷۶ میدان جنگ سے نہ بھاگنا ۷۷ موت

پر ثابت رہنا جب لوگ مرنے لگیں ۷۸ اپنے اہل وعیال پر نفقہ کرنا ۷۹ اعتصام کرنا ساتھ قرآن کے ۸۰ مرنا اس حال میں کہ حنیف اطہر ہو ۸۱ ترک کرنا نزاع کا امر میں ساتھ اہل امر کے ۸۲ اپنے اصحاب کی توقیر کرنا ۸۳ احسان کرنا بعد اساءت کے ۸۴ خلق کے ساتھ احسان کرنا ۸۵ ترک کرنا سوال کا لوگوں سے ۸۶ ترک کرنا خیانت کا امانت میں ۸۷ ترک کرنا قضا کا درمیان دو شخص کے ۸۸ زیارت کرنا قبور کی بغرض عبرت ۸۹ نہلانا مُردوں کو ۹۰ نماز جنازہ پڑھنا ۹۱ پاس بیٹھنا مساکین کے ۹۲ کھانا ساتھ مبتلا کے براہِ تواضع للہ تعالے ۹۳ پہننا سخت کپڑے کا کبھی کبھی نہ ہمیشہ ۹۴ آراستہ ہونا واسطے عبادت کے گاہ گاہ ۹۵ ترک کرنا تعذیب بالنار ۹۶ روزہ میں کنگھی و تیل لگا کر صبح کرنا ۹۷ قبول کرنا دعوت مسلمین کا ۹۸ نماز پڑھنا اہل قبلہ پر ۹۹ گواہی دینا اہل قبلہ پر ۱۰۰ نہانا جمعہ کے دن ۱۰۱ اول وقت جانا جمعہ کے دن ۱۰۲ ترک کرنا لغو و لہو کا جمعہ میں ۱۰۳ ہیشگی کرنا دو رکعت فجر پر ۱۰۴ ترک کرنا اسبال آزار کا ۱۰۵ ترک کرنا جلے دنی کا ۱۰۶ شرمانا اللہ سبحانہ تعالے سے ۱۰۷ ترک کرنا لعن کا زندوں و مردوں کا ۱۰۸ تمسک کرنا ساتھ کتاب اللہ کے ۔

یہ سب ایکسو آٹھ وصایائے نبویہ ہیں ان کا پیرایۂ وصیت میں ارشاد فرمانا اگرچہ جواب میں بعض سائلین کے ہوں، دلیل واضح ہے ۔ مزید اہتمام اعانت ان اشیاء و امور پر ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جس امر کی استطاعت ان امور میں سے اپنے اندر پائے اس کو حتی الامکان بجا لائے ہرگز ترک نہ کرے امتثال اس امر کا اور حذر اس نہی سے ایک کیمیائے سعادت دارین ہے اللھم وفقنا

مفتی صدرالدین اپنے شاگرد (نواب صاحب) کی سند میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"مولوی صدیق حسن صاحب قنوجی ذہن سلیم و قوتِ حافظہ و فہم درست و مناسبت تام با کتاب و مطالعۂ صحیح و استعداد تمام دارند جملہ کتب معقول رسمیہ از منطق و حکمت و از علم دین اکثر از بخاری و چیزے از تفسیر بیضاوی و معاملات ہدایہ و فقہ و اصول فقہ و عقائد و ادب از فقیر اکتساب نمودند و مستعدانہ فہمیدہ خواندند و باوجود بسعادت و رشد و صلاح و نیک نہادی و صفائی طینت و غیرت و اہلیت و شرم و حیا در اقران و اماثل خود ممتاز اند۔

(تراجم علمائے حدیث ہند از ابو یحیٰی امام خاں)